بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کے مختصر احکام و مسائل

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین وعلی آلہ و صحبہ اجمعین. امابعد:

اسلامی کیلنڈر کے بارھویں مہینہ ذی الحجہ میں خالص اللہ کی رضا کے لئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں اسے قربانی کہتے ہیں۔ اسی کو عربی میں 'اُضْحِیہ' کہتے ہیں، جس کی جمع 'اَضَاحِی' ہے۔

قربانی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جس کا ذکر آپ سورۃ صافات کی آیت نمبر ۱۰۲ سے ۱۰۷ تک میں پائیں گے۔ ہم سے پہلی امتوں میں بھی یہ سنت رہی ہے۔ دیکھئے سورۃ حج آیت ۳۴۔ اسی طرح ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام مدینہ میں سفر و حضر میں ہر سال قربانی دیتے رہے۔ حتی کہ آپ نے حج کے موقعہ پر حج کی واجبی ھدی (قربانی) کے علاوہ کئی نفلی قربانیاں دیں۔

قربانی کا اصل مقصد:

درحقیقت یہ نورِ نظر، لختِ جگر کی قربانی کا بدل ہے جس میں ہمارے لئے یہ درس و نصیحت ہے کہ اگر اللہ ہم سے ہماری عزیز سے عزیز ترین چیز کی قربانی بھی مانگے تو ہم پیچھے نہ ہٹیں گے۔

قربانی کی اہمیت:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جو طاقت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے'' ۔[ابن ماجہ ۳۱۲۳]۔ نیز فرمایا: ''ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی ہے'' ۔[ابوداود ۲۷۸۸]۔ آپ ﷺ نے ایک خطبہ میں یہ بھی فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے'' ۔[بخاری

۷٤۰۰]۔ بسااوقات آپ صحابہ میں (خاص کر غریب صحابہ میں) قربانی کے جانور تقسیم فرماتے۔[بخاری ۲۳۰۰، مسلم ۱۹۶۵]۔ سفر میں بھی آپ ﷺ قربانی کا اہتمام فرماتے۔[ترمذی ۱۵۰۱، نسائی ٤۳۹۲، ابن ماجہ ۳۱۳۱]۔

معلوم ہونا چاہئے کہ قربانی کے بجائے اس کی قیمت صدقہ کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے۔آپ ﷺ کے عہد مبارک میں جس وقت بہت زیادہ غربت تھی اُس سال بھی آپ نے قربانی کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ یہ حکم دیا کہ کوئی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کر کے نہ رکھے سب کچھ صدقہ و خیرات کردے۔ جب اگلے سالوں میں یہ غربت ختم ہوئی تو آپ نے ذخیرہ اندوزی کی اجازت دی۔[بخاری ۵۵۶۹، مسلم ۱۹۷٤]۔تو کیا آپ ﷺ کا اسوہ ہمارے لئے کافی نہیں؟

قربانی کی فضیلت:

قربانی کرنے والا اور قربانی کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے والا انسان اپنے دل میں اللہ کی محبت کو سجائے اللہ کے پاس اس قربانی کا جو عظیم صلہ ہے اس کو پانے کی وہ تمنا رکھتا ہے۔اس لئے اسے چاہئے کہ وہ اپنی نیت میں خلوص وللہیت پیدا کرے، اور کسی بھی جانور کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے اور کسی بھی وقت اللہ کا نام لے کر کوئی جانور کسی غیر اللہ کے لئے ذبح نہ کرے اور خالص اللہ کے لئے، اللہ کا نام لے کر ایسی جگہ ذبح نہ کرے جہاں غیر اللہ کے لئے ذبح ہوتا ہو۔ اسی توحید کی تعلیم قرآن نے اس طرح دی:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ ، لَا شَرِیکَ لَهُ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ﴾. [سورۃ الانعام ۱۶۲، ۱۶۳]۔

ترجمہ: ’’آپ کہہ دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت

(قربانی) اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے"۔ یہ تقوی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ دیکھیئے سورۃ الحج آیت نمبر ۳۲ اور آیت نمبر ۳۷۔

معلوم رہے کہ قربانی کی فضیلت میں کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں ہے۔ باوجود اس کے یہ بہت زیادہ فضیلت والا عمل ہے جیسے کہ قرآنی آیات شاہد ہیں۔

قربانی کی شرطیں:

۱:- قربانی کا جانور بَهِيمَةُ الْاَنْعَام میں سے ہو۔[سورۃ الحج ۲۸، ۳۴]۔ یعنی اونٹ، گائے بیل، بکری بھیڑ۔

۲:- شرعی طور پر معتبر عمر کو پہنچا ہو۔ یعنی دودانتا ہو۔[مسلم ۱۹۶۳]۔ اونٹ کے پانچ سال، گائے بیل کے دو سال اور بکرے کا ایک سال جب پورا ہوتو دودانتا کہلاتا ہے۔ سوائے جذع، یعنی وہ بھیڑ جو چھ ماہ کا ہو، تو بھی چلے گا۔

۳:- عیوب سے خالی ہو۔ اللہ کا حکم ہے کہ تم جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوتو وہ عمدہ قسم کا ہو۔[البقرہ ۲۶۷]۔ آپ ﷺ نے قربانی کے جانور اچھی طرح دیکھ پرکھ کر لینے کا حکم دیا۔[ابوداود ۲۸۰۴، ترمذی ۱۴۹۸]۔

وہ عیوب یہ ھیں: ۱- واضح طور پر ایک آنکھ والا ، ۲- بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔ ۳- واضح طور پر لنگڑا۔ ۴- نہایت ہی بوڑھا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔[سنن اربعہ و احمد]۔ ان چاروں پر ان کو بھی قیاس کیا جائے گا جو ان سے زیادہ عیب دار ہوں جیسے: اندھا، ایک ٹانگ سے محروم وغیرہ۔

البتہ کچھ ایسے عیوب جن کا نہ ہونا بہتر ہے جیسے: ٹوٹی ہوئی سینگ۔ کٹا ہوا کان۔ دم کٹا وغیرہ۔

۴:- شرعی وقت کے اندر ذبح ہو: یعنی عید کی نماز وخطبہ کے بعد سے تیرہ

(۱۳) ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک۔ جو نماز سے پہلے قربانی دے اس کی قربانی نہیں ہوگی۔[بخاری ۹٦۸، مسلم ۱۹٦۱]۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''سارے ہی ایام تشریق قربانی والے دن ہیں''۔[احمد ۸۲/٤ عن جبیر]۔

ذبح کی شرطیں:

۱-ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔یعنی 'بسم الله و الله اکبر' کہہ کر ذبح کریں۔مزید یہ بھی کہیں تو مستحب ہے:اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنْکَ وَلَکَ، اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی ۔[بخاری ۵۵٦۵، مسلم ۱۹٦۷، دارمی ۱۹۸۹]۔ کوئی دوسرا ذبح کر رہا ہو تو تَقَبَّلْ مِنِّی کی جگہ تَقَبَّلْ مِنْهُ کہے۔

۲-خون بہہ جائے۔یعنی ایسے آلہ سے ذبح کریں جس سے خون تیزی سے بہہ جائے۔سوائے ہڈی، دانت اور ناخن کے۔[بخاری ۲٤۸۸، مسلم ۱۹٦۸]۔ (چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور نہ ہی ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے)۔

۳-متعین جگہ پر ذبح ہو۔یعنی گردن کاٹی جائے، جس سے کم از کم گردن کی وہ دو رگیں ضرور کٹنی چاہیئے جس سے خون تیزی سے بہہ جاتا ہے، نیز کھانے اور سانس کی نالیاں بھی کاٹے۔(ذبح کرنے سے پہلے جانور کو قبلہ رو کرلے اور اس کے دائیں پہلو پر اُسے لٹائے اور بائیں پہلو پر اپنا قدم رکھے[بخاری ۵۵۵۸])۔

۴-ذبح کرنے والا عاقل ہو۔یعنی باتمیز ہو پاگل و مجنون نہ ہو۔۵-مسلم ہو یا یہودی و نصرانی ان کے علاوہ کافر کا ذبیحہ حلال نہیں۔[المائدہ ۵]۔

بعض ضروری مسائل:

۱-جس نے قربانی کا ارادہ کیا وہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کرنے تک اپنے بال، ناخن اور چمڑا وغیرہ نہ نکالے۔[مسلم ۱۹۷۷]۔اور جس نے یکم ذی الحجہ

کے بعد جس دن ارادہ کیا اسی دن سے ان کاموں سے رک جائے۔

۲-ایک جانور ایک گھر کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ لوگ کتنے ہی ہوں۔ [ابن ماجہ ۳۱۲۲، ترمذی ۱۵۰۵]۔ جبکہ گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی حصہ لے سکتے ہیں۔[ترمذی ۱۵۰۱]۔

۳-قربانی کا جانور جس قدر زیادہ موٹا تازہ، حسین وخوبصورت اور قیمتی ہو اسی قدر زیادہ فضیلت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے دو موٹے تازے، سینگوں والے بکرے ذبح کئے۔صحابہ کرام قربانی کے جانوروں کو پالکر موٹا کیا کرتے تھے۔ [بخاری، باب فی أضحیة النبی ﷺ]۔

۴-قربانی صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے کی جائے اس میں ریاو نمود کا کوئی دخل نہ ہو۔﴿اللہ کے پاس تمہارے قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا التقوی ہے جو پہنچتا ہے﴾۔[الحج ۳۷]۔

توجه فرمائیں: ۵-کوئی آدمی قربانی نہیں کرسکتا تو وہ بھی قربانی کا اجر حاصل کرسکتا ہے: آپ ﷺ نے ایک وہ صحابی جن کے پاس سوائے دودھ والے چوپائے کے کچھ نہ تھا اور وہی ان کا ذریعہ معاش بھی تھا تو ان کو حکم دیا کہ تم اپنے سر کے بال کاٹ لو، ناخن نکال لو، مونچھ کم کرو اور زیر ناف کے بال نکالو پس یہی تمہارے لئے اللہ کے پاس قربانی کا درجہ رکھتا ہے۔[نسائی ٤٣٦٥، ابوداود ٢٧٨٩ اس حدیث کو بعض علماء نے ضعیف کہا لیکن حاکم، احمد شاکر اور مسند احمد کے محققین اور نسائی کے شارح نے صحیح کہا]۔

٦-عورت بھی قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔[ابن ماجه ٣١٨٢، بخاری]۔

۷-قربانی کا گوشت، چمڑا وغیرہ مزدوری کے طور پر کام کرنے والے کو دینا درست نہیں۔اگر بطور ہدیہ کے دیا تو کوئی حرج نہیں۔[بخاری ١٧١٦

مسلم ۱۳۱۷]۔ اور چمڑا اپنے استعمال میں لانا بھی جائز ہے۔

بعض غلطیوں کی اصلاح:

۱-بعض لوگ اپنی طرف سے قربانی نہ کر کے صرف میت کی طرف سے کرتے ہیں یہ سراسر غلط اور خلاف سنت ہے۔میت کی طرف سے قربانی کا مسئلہ ہی مختلف فیہ ہے چہ جائیکہ خود اپنا واجب چھوڑ کر دوسروں کی طرف سے اور بھی میت کی طرف سے ادا کریں اس بات کی اجازت کوئی صاحب بصیرت عالم نہیں دے سکتا۔

☆میت کی طرف سے قربانی کی تین صورتیں ہیں: 1-ایک انسان جو قربانی دے رہا ہے اس میں وہ اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں میں سے زندہ و مردہ سبھی کی طرف سے قربانی کی نیت کرے تو یہ جائز ہے۔[ابن ماجہ ۳۱۲۲]۔

2-میت کی وصیت کی بنا پر کرے تو بھی جائز ہے۔

3-میت کی طرف سے مستقل طور پر کرے،بعض اہل علم نے میت کی طرف سے صدقہ پر قیاس کر کے اس کو جائز کہا ہے۔لیکن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پیاری زندگی میں ہی آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے تین پیارے فرزند اور تین پیاری بیٹیاں بھی وفات پا چکیں اور آپ نے کبھی ان کی طرف سے کوئی قربانی الگ سے نہیں کی۔

۲-جانور ذبح کرتے وقت گھر کے ایک ایک فرد کا نام پڑھ کر ذبح کرنا غلط ہے۔اسی طرح ایک سال باپ کے نام سے،دوسرے سال ماں کے نام سے، تیسرے سال بڑے فرزند کے نام سے، یہ طریقہ غلط ہے۔گھر کے ذمہ دار فرد کے نام ہی سے قربانی ہوگی جبکہ اجر میں سارے ہی گھر کے افراد شریک ہونگے۔

اللہ ہم سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے